جامعہ دارالعلوم کراچی کا ترجمان

ماہنامہ

البلاغ

ربیع الاول ۱۴۳۷ھ جنوری ۲۰۱۶ء

بانی

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

استفتاء

(۱) جن ممالک میں اوقات نماز معروف طریقہ پر نہ آتے ہوں اور نمازوں کے مختلف طریقے مقرر ہوں ان میں کسی ایک کو عمل کے لئے متعین کرنا ضروری ہے۔
(۲) کیا عدت والی عورت اعتکاف میں بیٹھ سکتی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج سامی بخیر ہوگا، بندہ بھی اللہ تعالی کے فضل وکرم سے خیریت سے ہے اور بارگاہ ایزدی میں جناب والا کی خیرو عافیت کا طالب ہے۔ برطانیہ کے چند اہم مسائل کے سلسلہ میں عریضہ ارسال خدمت ہے امید ہے کہ تفصیلی جوابات مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں گے:

(۱):...... برطانیہ چونکہ غیر معتدل ملک ہے اس لئے یہاں اوقات نماز وصبح صادق کا مسئلہ کافی پیچیدہ ہے۔ ان ایام میں جبکہ یہاں شرعی رات نہیں ہوتی فقہاء کی تصریحات کے موافق چار صورتیں قابل عمل ہیں: اقرب الایام' اقرب البلاد' نصف اللیل' سبع اللیل۔ ظاہر ہے کہ جو حضرات ان چاروں صورتوں میں جس کو راجح سمجھ کر اس پر عمل کریں تو ان میں سے کوئی بھی قابل ملامت نہیں۔ اب ایک شہر میں بعض مسجدوں کا عمل نصف اللیل پر ہے تو بعض کا اقرب البلاد پر تو بعض کا اقرب الایام پر، اور ہر ایک کے وقت میں کچھ نہ فرق ہے۔ اب بعض حضرات نے برسوں ایک وقت پر عمل کیا مثلاً ڈیڑھ بجے سحری ختم کرتے رہے اور ۱:۳۵ پر نماز فجر ادا کرتے رہے، اب جب رمضان المبارک کے ایام آئے تو چونکہ کھانے پینے کا وقت کم ملتا ہے تو اپنا عمل بغیر کسی تحقیق اور بغیر کسی اہل فتوی کی رہنمائی کے دوسرے وقت میں طے کر لیا جس میں پونے تین تک کھانے کی گنجائش ہے اور اس کے بعد نماز فجر ادا کی۔ اب سوال یہ

ہے کہ برسوں جو نماز فجر ایک وقت کو صحیح سمجھ کر ادا کرتے رہے اب اس کے بعد گھنٹہ بھر سے زیادہ کھانا کھاتے رہنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ آج تک وہ حضرات اس وقت میں نماز فجر ادا کرتے رہے تھے۔

(۲):......پورے برطانیہ کے شہروں کی مساجد میں بھی اسی طرح اوقات کا فرق ہے۔ اب جماعت تبلیغ کے لئے ایک مشکل مسئلہ ہوجاتا ہے کہ یہ حضرات ایک دن اس مسجد میں ہوتے ہیں جہاں ڈیڑھ بجے فجر کی نماز ہورہی ہے اور دوسرے دن اس مسجد میں ہوتے ہیں جہاں پونے تین بجے نماز فجر ادا کی جاتی ہے اب یہ حضرات ایک ہی شہر میں یا چند میل کے فاصلہ پر دوسرے شہر میں ایک دن ڈیڑھ بجے نماز فجر ادا کرتے ہیں اور دوسرے دن ڈھائی بجے تک کھاتے ہیں اور پونے تین بجے نماز فجر ادا کرتے ہیں۔ یہاں کے علماء کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ جس مسجد میں جائے اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے، دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ نہیں فقہاء نے سب اوقات پر عمل کی گنجائش دی ہے مگر یہ ضروری ہے کہ ایک ہی وقت کو اپنے لئے متعین کرلیا جائے، اور ہمیشہ اسی پر عمل کرتا رہے، یہ نہیں کہ آج ڈیڑھ بجے نماز فجر ادا کی اور کل ڈھائی بجے تک کھانا کھاتے رہے، اس طرح تو شریعت ایک کھیل بن جائے گی، جس کو جب اور جہاں آسانی ملے گی وہ اس پر عمل کرتا رہے گا، کبھی جلدی سونے کا تقاضا ہے تو ڈیڑھ بجے نماز فجر ادا کرے گا اور جب کھانے کا تقاضا ہے تو ڈھائی بجے تک کھانا کھاتا رہے گا اور پونے تین بجے نماز فجر ادا کرے گا۔اس بارے شرعی حکم کیا ہے؟ بعض جماعت کے ساتھیوں نے بتایا کہ ہمیں مرکز سے یہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ جہاں جاؤ ان کے مطابق عمل کرلو، ہمیں اختلاف میں نہیں پڑنا ہے، کیا اہل شوری کا یہ مشورہ شرعی اعتبار سے درست ہے یا نہیں؟

(۳):......بعض حضرات نے یہاں تک جہالت کی کہ ڈیڑھ بجے نماز فجر ادا کی اور نماز کے بعد ڈھائی بجے تک کھانا کھاتے رہے کہ سارے اوقات فقہاء کی تصریح کے موافق صحیح ہیں، تو ہم نے جماعت کی وجہ سے نماز فجر ڈیڑھ بجے پڑھ لی اور کھانا ڈھائی بجے تک کھایا۔ شرعی اعتبار سے اس کا کیا حکم ہے؟ کیا ان حضرات کی نماز فجر ہوئی یا نہیں اور نماز فجر ہوئی تو روزے کی قضا کرنی ہے یا نہیں؟

(۴):......جن حضرات نے ایک طویل زمانہ تک نماز فجر ڈیڑھ بجے تک پڑھی ہے اور اب اپنا عمل بدل کر ڈھائی بجے تک سحری کرتے ہیں، ان کی پچھلی نماز فجر کا کیا حکم ہے، کیا ان کو ان تمام سالوں کے نماز کی قضا کرنی ضروری ہے؟ اور بغیر کسی تحقیق یا اہل افتاء کی رہنمائی کے اپنے عمل کو تبدیل کرنے کا

اختیار ہے؟

(۵):......ایک مسجد میں ڈیڑھ بجے نماز فجر ادا کی جاتی اور اس مسجد میں ایک شخص اعتکاف کر رہا ہے اور اس کا عمل ڈھائی بجے والا ہے، تو کیا وہ معتکف نماز فجر اکیلا پڑھے یا چند افراد کو ساتھ لے کر مسجد کے ایک کونے میں جماعت ثانیہ کر کے نماز فجر ادا کرے، یا اکیلے ہی نماز فجر پڑھ لے یا جماعت خانہ سے باہر مدرسہ میں جماعت سے نماز فجر ادا کرے؟

(۶):......عورت ایام عدت میں اعتکاف کر سکتی ہے یا نہیں؟ ''شمائل کبریٰ'' کی ایک روایت میں منع ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ مطلقہ عورت اعتکاف کرے گی؟ کہا: نہیں، اور نہ وہ کرے گی جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو۔ (ص ۱۳۱ ج ۹) اس کا مطلب کیا ہے؟۔ فقط: مرغوب احمد لاجپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

جواب سے پہلے بطور تمہید یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ غیر معتدل ممالک میں اوقات نماز کیلئے علماء کرام نے جو طریقے بیان فرماتے ہیں ان میں سے سبع اللیل کے علاوہ کسی بھی طریقہ کو اپنے عمل کیلئے متعین کرنا جائز ہے۔ لیکن ایک مرتبہ جب کسی نے ایک طریقے کو اپنے لئے اختیار کر لیا تو پھر ہمیشہ اسی پر عمل کرے، ایسا کرنا درست نہیں کہ ایک دن ایک طریقے میں سہولت نظر آئی تو اس پر عمل کیا، دوسرے دن دوسرے طریقے میں سہولت نظر آئی تو اس پر عمل کر لیا، اس طرح یہ ایک کھیل بن جائیگا۔ اور اس طرح کرنا اتباع ھویٰ میں داخل ہے، جس سے احتراز ضروری ہے۔ ہاں اگر کسی کی تحقیق ہی بدل جائے اور وہ دوسرے طریقے کو راجح سمجھ لے اور آئندہ کیلئے اس پر عمل کرنا چاہے تو اس کی گنجائش ہے۔

اس تمہید سے تمام سوالات کے اجمالی جوابات معلوم ہو گئے، البتہ ہر سوال کا جواب اختصار کے ساتھ الگ بھی لکھا جاتا ہے:

﴿۱﴾......صرف سہولت کی غرض سے کچھ وقت کیلئے اپنے سابقہ طریقہ کو چھوڑنا درست نہیں، یہ طرزِ عمل واجب الترک ہے۔

﴿۲﴾......جولوگ ڈیڑھ بجے کے بعدوقت فجر کے قائل ہیں اوراسے ہی درست سمجھتے ہیں وہ حضرات اگرایسی مسجد میں جائیں جہاں لوگ ڈھائی تین بجے تک سحری کھاتے ہیں اوراس کے بعدفجر پڑھتے ہیں توڈیڑھ بجے کے قائل حضرات کوچاہیئے کہ وہ اپنی سحری ڈیڑھ بجے بندکردیں اورنماز تین بجے دوسروں کے ساتھ باجماعت اداکرلیں۔اس میں کوئی قباحت نہیں،کیونکہ نماز فجر طلوع آفتاب سے پہلے کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے۔اورسحری بندکرنا اپنے اختیارمیں ہے،پہلے بندکرنے میں کوئی مشکل نہیں۔

﴿۳﴾......جن لوگوں نے ڈیڑھ بجے نماز فجر پڑھی اورپھربعدمیں سحری کھائی اس بنیادپر کہ اس مسئلہ میں علماء کے دونوں اقوال موجود ہیں توان کا یہ عمل دونوں قولوں کے خلاف واقع ہوا۔پہلے قول کے مطابق ان کاروزہ نہیں ہوا،اوردوسرے قول کے مطابق ان کی نماز نہیں ہوئی۔لہذا ان لوگوں کادائمی عمل جس قول کے مطابق تھااس قول کے مطابق ہی عمل کرنالازم تھا۔لہذا اگران کادائمی عمل ڈیڑھ بجے کاتھاتوان کاروزہ نہیں ہوا،اس کااعادہ واجب ہے۔اوراگردائمی عمل ڈھائی بجے کاتھاتونماز کااعادہ واجب ہے۔

فی الدر ج ا ص ۷۵

ان الحکم الملفق باطل بالإجماع،

فی الشامیة:

(قوله :وأن الحکم الملفق) المراد بالحکم الحکم الوضعی کالصحة .

مثاله :متوضیء سال من بدنه دم ولمس امرأة ثم صلی فإن صحة هذه الصلاة ملفقة من مذهب الشافعی والحنفی والتلفیق باطل، فصحته منتفیة .اهـ .ح .

﴿۴﴾......جن لوگوں نے ڈیڑھ بجے کودرست وقت سمجھ کرطویل عرصے تک نماز فجر پڑھی ہے ان کی نماز فجراداہوگئی ہے۔اب اگروہ اس قول کواس بناء پرچھوڑرہے ہیں کہ ان کودوسراقول راجح معلوم ہواہے تواس سے سابقہ نمازوں پراثرنہیں پڑے گا۔اورآئندہ دوسرے قول پرعمل کی بھی گنجائش ہوگی۔اوراگرمحض سہولت کی خاطرپہلے قول کوچھوڑرہے ہیں جبکہ وہ اب بھی اس کودرست سمجھتے ہیں توایسا کرناجائزنہیں،اس صورت میں دوسرے قول پرعمل جائزنہیں۔

فی الدر: ج ۱ ص ۷۵

ان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقا، وھو المختار فی المذھب،

فی الشامیة:

وذلک کما لو صلی ظھرا بمسح ربع الرأس مقلدا للحنفی فلیس له إبطالھا باعتقاد لزوم مسح الکل مقلدا للمالکی.

﴿۵﴾......ایسا معتکف روزہ توڑیڑھ بجے ہی بند کرے اور نماز فجر اگر مسجد کے ایک کونے میں جماعت کے ساتھ اس طور پر پڑھنا ممکن ہو کہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو جماعت کے ساتھ پڑھے، اور اگر الگ جماعت میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو اپنی نماز الگ پڑھے۔لیکن جماعت کیلئے مسجد سے باہر جانا درست نہیں۔

﴿۶﴾......حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد مسجد کے اعتکاف کے بارے میں ہے اور ائمہ ثلاثہ کا مسلک یہ ہے کہ عورت کے اعتکاف کیلئے مسجد شرط ہے۔اور عدت کے دوران گھر سے نکلنا مطلقہ کیلئے جائز نہیں اسلئے دوران عدت اعتکاف کیلئے مسجد نہیں جاسکتی، اسی طرح متوفی عنہا زوجھا بھی رات گھر سے باہر نہیں گزار سکتی لہذا وہ بھی اعتکاف نہیں کرسکتی، کیونکہ اس کے لئے مسجد میں رات گزارنا پڑتی ہے۔

حنفیہ کے نزدیک عورت کے اعتکاف کیلئے مسجد شرط نہیں، اسلئے عدت کے دوران اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف بھی ممنوع نہیں۔

شرح معانی الآثار (۳/۸۳)

حدثنا ربیع المؤذن، قال :ثنا أسد، قال :ثنا ابن لھیعة، قال :ثنا أبو الزبیر، قال: سألت جابرا :أتعتد المطلقة والمتوفی عنھا زوجھا أم تخرجان ؟ فقال جابر :لا، فقلت:أتتربصان حیث أرادتا فقال جابر :لا .

حدثنا روح بن الفرج، قال :ثنا عبد الله بن محمد الفھمی، قال :أخبرنا ابن لھیعة، عن أبی الزبیر، عن جابر أنه قال فی المطلقة :إنھا لا تعتکف، ولا المتوفی عنھا زوجھا، ولا تخرجان من بیوتھما، حتی توفیا أجلھما .

کفایة النبیه فی شرح التنبیه (418 /6)

وأما حدُّه شرعاً :فھو اللّبث والإقامة فی المسجد بقصد القربة، من مسلم عاقل

طاهر من الجنابة والحيض والنفاس، صاح كاف نفسه عن قضاء شهوة الفرج، مع الذكر.

كفاية النبيه في شرح التنبيه (6/ 427)

قال :ولا يصح إلا في المسجد......ولا فرق في امتناعه في غير المسجد بين الرجل والمرأة؛ كما نص عليه في عامة كتبه، حكاه أبو الطيب، وهو الجديد..

الإرشاد إلى سبيل الرشاد (ص(155)

وإذا حاضت معتكفة أخرجت من المسجد وضربت خباء في الرحبة وبنت على اعتكافها إذا طهرت وكذلك من توفى عنها زوجها تخرج لقضاء العدة وتبنى على مامضى من اعتكافها بعد قضاء العدة وتكفر كفارة يمين وقيل :لا كفارة عليها.

منح الجليل شرح مختصر خليل (2/ 169)

(وَ) إنْ اجْتَمَعَ عَلَى امْرَأَةٍ عِبَادَاتٌ مُتَضَادَّةُ الْأَمْكِنَةِ كَعِدَّةٍ وَإِحْرَامٍ بِحَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ وَاعْتِكَافٍ (أَتَمَّتْ مَا سَبَقَ مِنْهُ)

منح الجليل شرح مختصر خليل (2/ 169)

وَفُهِمَ مِنْ تَقْيِيدِ الْمُصَنِّفِ النُّفُوذَ فِي الْإِحْرَامِ الطَّارِءِ بِالْمُعْتَدَّةِ أَنَّ الْمُعْتَكِفَةَ لَا يَنْفُذُ إحْرَامُهَا .وَالْفَرْقُ أَنَّ نُفُوذَ إحْرَامِ الْمُعْتَدَّةِ إنَّمَا يُخِلُّ بِمَبِيتِهَا لَا بِأَصْلِ عِدَّتِهَا وَنُفُوذِ إحْرَامِ الْمُعْتَكِفَةِ يُخِلُّ بِالِاعْتِكَافِ رَأْسًا؛ لِأَنَّ الْمُكْثَ فِي الْمَسْجِدِ شَرْطٌ أَوْ رُكْنٌ فِيهِ وَمَبِيتُ الْمُعْتَدَّةِ لَيْسَ وَاحِدًا مِنْهُمَا بَلْ وَاجِبٌ مُسْتَقِلٌّ فَتَعْصَى بِتَرْكِهِ وَتَحْتَسِبُ بِأَيَّامِ سَفَرِ الْإِحْرَامِ مِنْ عِدَّتِهَا وَتَتِمُّ بَقِيَّتُهَا عَقِبَ رُجُوعِهَا مِنْهُ.

شفاء الغليل في حل مقفل خليل (1/ 310)

قال أبو عمران :والفرق بين المعتدة والمعتكفة :أنّ المعتدة لا تبطل بالحجّ عدتها كلها، ولا تخل بجميع شروطها، (27/ أ) وإنما تخلّ بوجه منها وهو المقام في الموضع الذى تعتدّ به فقط، والمعتكفة يخلّ الحجّ بجميع شروط اعتكافها، إذ لا يصحّ الاعتكاف إلّا في المساجد، فإذا خرجت إلى الحجّ زال عنها حكم الاعتكاف وهى في

الحجّ تبتدء عدتها، ولا يخلّ حجها بعدتها كإخلال حجّ المعتكفة باعتكافها؛ لما وصفناه .انتهى

في الهداية

أما المرأة فتعتكف في مسجد بيتها لأنه هو الموضع لصلاتها فيتحقق انتظارها فيه.

وفي فتح القدير للكمال ابن الهمام(394 /2)

(قوله أما المرأة فتعتكف في مسجد بيتها) أي الأفضل ذلك، ولو اعتكفت في الجامع أو في مسجد حيها وهو أفضل من الجامع في حقها جاز، وهو مكروه ذكر الكراهة قاضي خان .ولا يجوز أن تخرج من بيتها ولا إلى نفس البيت من مسجد بيتها إذا اعتكفت واجبا أو نفلا على رواية الحسن.

والله اعلم بالصواب

(سید حسین احمد)

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

٢١/محرم ١٤٣٧ھ

٤/نومبر ٢٠١٥ء

الجواب صحیح

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

٢٢-١-١٤٣٧ھ

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف غفر اللہ

٢٤/١/١٤٣٧ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الرؤف سکھروی

٢٧-١-١٤٣٧ھ